میلاد کی شرعی حیثیت

تحریر: شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد اسمٰعیل سلفی رحمہ اللہ

﴿وإذ قال عيسىٰ ابن مريم يٰبني إسرائيل إني رسول الله إليكم مصدقاً لما بين يدي من التورٰة و مبشراً برسول يأتي من بعدي اسمه أحمد فلما جاء هم بالبينات قالوا هذا سحر مبين .... ولو كره المشركون﴾ (الصف: ۶-۹) ان آیات میں عیسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم کو آنے والے رسول کی بشارت دی اور ان کا اسم گرامی بھی بتا دیا۔ اسی وجہ سے بنی اسرائیل اس وقت سے لے کر برابر آپ کے انتظار میں تھے۔ چنانچہ انہوں نے یحیٰی علیہ السلام سے بھی دریافت کیا۔ آیا تو وہ نبی ہے؟ تو انہوں نے انکار کر دیا۔ دوسری طرف قبائل عرب اپنی باہمی آویزش کی بنا پر بھی شدید منتظر تھے کہ آخری رسول کی رفاقت میں ہم اپنے حریفوں پر غالب آ کر سیاسی اور ملکی اقتدار حاصل کر لیں۔

اسی سلسلہ کی ایک کڑی یہ بھی ہے کہ وہ اپنے نومولود بچوں کا نام اس امید پر محمد رکھتے کہ شاید یہی وہ موعود پیغامبر ہو جائے۔ چنانچہ آپ کی بشارت اور ولادت کے درمیانی زمانے میں سات اشخاص محمد نامی ہو چکے ہیں۔ احمد اور محمد دونوں ناموں سے کتب سابقہ میں آپؐ کا تذکرہ ملتا ہے۔

بشارت عیسیٰ کی تصدیق:

جب سید دو عالم ﷺ دنیا میں تشریف لائے اور دعوائے نبوت و رسالت کیا تو ایک موقعہ پر خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: (أنا محمد وأنا أحمد وأنا العاقب أنا دعاء أبي إبراهيم و بشارة عيسىٰ) ترجمہ: ''میں ہی محمدؐ ہوں، میں ہی احمد ہوں اور میں ہی سب سے آخر میں آنے والا نبی ہوں۔ میں ہی اپنے باپ ابراہیم علیہ السلام کی دعا کا مظہر ہوں اور عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت ہوں۔''

اس شہرہ و انتظار کے باوجود تاریخ ولادت میں اختلاف پتہ دیتا ہے کہ اس قسم کے موالید اور ایام اسلام کے مزاج سے چنداں مناسبت نہیں رکھتے۔

تاریخ ولادت میں اختلاف

آپ ﷺ کی تاریخِ ولادت میں کئی اقوال ملتے ہیں۔ ایک جگہ ربیع الاول کی دو تاریخ مذکور ہے۔ آٹھ (اور نو) کی بھی صراحت ہے۔ دس، بارہ، تیرہ اور ستائیس کا بھی ذکر آیا ہے۔ ان سب تاریخوں میں آٹھ (یا نو) ربیع الاول زیادہ راجح ہے۔

روایات متعلقہ ولادت کا غلط ہونا

آج کل ہمارے واعظین منبروں پر رسول کریمؐ کی فضیلت ونجابت کے ثبوت کی خاطر جہاں اور بہت بے سروپا کہانیاں بیان کرتے ہیں یہ بھی کہہ دیتے ہیں کہ حضور ﷺ کی والدہ محترمہ حضرت آمنہؓ نے اپنے بطنِ اطہر سے ولادت کے موقعہ پر غیر معتاد مناظر دیکھے اور ایسی بہت سی غیر معمولی باتیں واقعہ ولادت کے ساتھ چسپاں کرتے ہیں۔ ایسی باتوں کی سند پر بحث کرنا فن حدیث کا وظیفہ ہے۔ عقلی طور پر اگر سوچا جائے تو مطلع صاف ہو جاتا ہے اور کوئی شک باقی نہیں رہتا کیونکہ اگر واقعی ایسے غیر معمولی مناظر رونما ہوئے تھے جیسا کہ یہ وعظ پیشہ حضرات بیان کرتے ہیں تو تاریخ ولادت میں اتنا اختلاف کیوں رونما ہوتا؟ آپؐ کی سیرت وتاریخ لکھنے والوں نے جب آپؐ کی پوری زندگی قلمبند کردی اگر ولادت کے موقع پر کوئی غیر معمولی حادثہ ظہور پذیر ہوتا تو جہاں دوسرے واقعات مثلاً ہجرت، غزوات، فتوحات کی تاریخیں بلا اختلاف منضبط ہیں، یہ تاریخ بھی بلا کسی اختلاف کے مذکور ہوتی۔

آنحضرت ﷺ کن معنوں میں نور ہیں؟

جس معنی میں قرآن کو اللہ تعالیٰ نے نور کہا ہے: ﴿والنور الذی أنزلنا﴾ (التغابن: ۸) اس نور پر ایمان لاؤ جس کو ہم نے اتارا ہے۔ اسی معنیٰ میں ہم پیغمبر ﷺ کے نور کے قائل ہیں۔ اگر قرآن کریم کے نور سے زمین وآسمان روشن نہیں ہوتے اور نہ ہی قرآن کا نور شمس وقمر کے نور سے مشابہ ہے کہ اس قرآن کی موجودگی میں سورج اور چاند کی کوئی ضرورت نہ رہے تو اسی طرح رسول کریم ﷺ کا نور غیر جسمانی اور معنوی ہے۔ جس پر کبھی ظلمت غلبہ نہیں کرسکتی۔ نورِ نبوت کا تعلق زمین وآسمان سے نہیں جسم اور بدن سے نہیں اس کا تعلق قلب سے ہے۔ دماغ اور عقل سے ہے، اخلاقِ فاضلہ اور صفاتِ حسنہ سے ہے، ایسا نور جو دنیا اور عقبیٰ دونوں جگہ روشنی کرے۔ ایسا نور جو کفر وشرک، بدعت وجہالت، تقلید ورسوم پرستی کے اندھیروں سے نکال کر شریعت بیضاء ملت عزاء، صراط مستقیم اور توحید وسنت کی شاہراہوں تک پہنچادے۔ یہ سورج کا نور، یہ

چاند کی روشنی تو بڑھتی اور گھٹتی ہے، پیدا ہوتی اور فنا ہوتی ہے، موجود بھی ہو تو اس سے دنیا کا صرف ایک ہی حصہ روشن ہوتا ہے اور دوسرا ظلمت کدہ ہی رہتا ہے لیکن آنحضرت ﷺ کی روشنی سے ایک عالم روشن ہے اور وہ بھی اس طرح کہ وہاں رات بھی دن کی طرح تابندہ ہے۔ اس لئے آپؐ کے نور کو سورج اور چاند کے نور سے کوئی نسبت ہی نہیں۔

مخالفینِ سنت سے ایک سوال

جب روزمرہ کے معاملات میں کہیں احادیث نبویہ میں اختلاف نظر آئے تو ہمارے اہل قرآن بجائے اس کے کہ اس میں کوئی درمیانی صورت نکال کر احادیث میں تطبیق و توفیق کی راہ اختیار کریں سرے سے حدیث ہی کا انکار کر دیتے ہیں کہ حدیث کوئی شئے نہیں کیونکہ اس میں اختلاف ہے۔ اب اگر یہی اصول تاریخ ولادت کی مختلف روایات پر چسپاں کیا جائے تو کیا ہمارے دوست فرمادیں گے کہ واقعہ ولادت غلط ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک

اگر کوئی صاحبِ بصیرت مجسٹریٹ کسی واقعہ کی مختلف شہادتوں کو سن کر اصل واقعہ کے انکار کا فیصلہ نہیں دے سکتا، اگر کسی شہر کی آبادی میں مردم شماری کی رپورٹیں مختلف ہوں تو نفس آبادی کے انکار کی کوئی گنجائش نہیں نکلتی۔ تو یہ کیسے ممکن ہے کہ ایک مسئلہ میں مختلف روایات دیکھ کر ہم نفسِ حقیقت ہی کا انکار کر بیٹھیں۔ بہر حال روایاتِ ولادت کا اختلاف ہمارے مخالف دوستوں اور ہمارے نعت خواں اصحاب کیلئے غور طلب حقیقت ہے۔

میلاد کا شرعی مقام

شریعت کو کسی بڑے سے بڑے انسان کی موت و حیات سے اس طرح کی کوئی دلچسپی نہیں ہے کہ عبادت اور ثواب سمجھ کر اس طرح سالگرہ منائی جائے اور عید میلاد منعقد کی جائے۔ یا نوحہ و ماتم کر کے اظہار غم کیا جائے۔ آخر اتنے انبیاء و اصفیاء عالم شہود میں آئے اور بے شمار نہایت بے دردی سے شہید کر دیئے گئے۔ اب اگر ہم ایک ایک کی عید میلاد منائیں یا ایک ایک کا ماتم کریں تو دن میں کئی بار تو میلاد کی محفلیں سجانا پڑیں اور کئی بار غم واندوہ کا اہتمام کرنا پڑے۔

یہی وجہ ہے کہ آپؐ کی رسالت کا تیس (۲۳) سال کا زمانہ اور خلافت کا تیس (۳۰) سال کا عرصہ ایک نگاہ سے دیکھ جائیں کہیں بھی آپؐ کو ایسی کوئی تقریب نظر نہیں آئے گی نہ خود شارع علیہ السلام

نے اپنی سالگرہ منائی اور نہ اپنے اکابر و اجداد کی کوئی عید میلاد منعقد کی اور نہ ہی صحابہ کرام نے ایسا کوئی ڈھونگ رچایا سوائے دو عیدوں کے وہاں کوئی تیسری عید نظر نہیں آتی۔ عید میلاد کا اہتمام تو کجا ان میں سے کسی کو یہ خیال بھی نہیں آیا کہ یہ بھی کوئی ثواب کا کام ہے۔ حالانکہ ہم محبت نبوی میں صحابہ کرامؓ کی گرد راہ تک بھی نہیں پہنچ سکتے۔

عید میلاد کو سب سے پہلے سلطان ابو سعید علی بن سبکتگین نے چھٹی صدی ہجری میں شروع کیا۔ بعد میں جب مصر پر سنیوں کا غلبہ ہوا تو یہ لعنت ختم ہوئی، پھر سلطان مظفر نے چھٹی صدی ہجری کے آخر میں شروع کیا۔ سلطان مذکور بہت سادہ لوح اور جذباتی آدمی تھا۔ میلاد کی تقریب منانے کیلئے ماہ صفر میں تیاری شروع کر دیتا۔ ہر قسم کے قوال گانے بجانے اور غزل خواں واعظ اکٹھے ہو جاتے اور بے شمار قسم کے کھانے پکائے جاتے۔ پھر رفتہ رفتہ یہی فتنہ طول پکڑتا ہوا عید بن گیا۔ بعد ازاں جب زنا کاری اور بدمعاشی جیسے نتائجِ بد سامنے آئے تو سلطان کو یہ تقریب بند کر دینی پڑی۔

ہندوستان میں جہاں اور بہت سی بدعتیں فتوحاتِ اسلامیہ کے بعد آئیں، محفل میلاد بھی اپنے تمام تر لوازمات کے ساتھ سارے ملک میں چھا گئی۔ جاہل ملاؤں اور خود غرض سیدوں نے اس کی نزاکتِ شان سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس بدعت کو خوب ہوا دی۔ قرآنی آیات کی تحریف اور ترمیم کر کے احادیث کے عمومات کو غلط موقعہ پر محمول کرتے ہوئے اس کے جواز کی کوشش کی گئی۔ محبتِ رسول ﷺ کا نام لے کر جذبات کو اس قدر اچھالا گیا کہ یہ رسم ایک میلہ اور ہنگامہ و تماشہ بن کر رہ گئی۔

محبت کا معیار:

محبت کا معیار نعرہ بازی نہیں اور نہ عشق کا تقاضا ریا کاری اور دکھلاوا ہے۔ محبت زمانی اور مکانی نہیں ہوتی۔ الفت دائمی تعلق کا نام ہے جو عاشق کے دل پر اور اس کی زندگی پر ہمیشہ کیلئے غالب رہے۔ محبت رسول ﷺ کا نعرہ لگانا آسان ہے لیکن محب بننا مشکل۔ اگر محب بننا ہو تو صحابہ کرام مہاجرین عظام، انصار مدینہ، شہدائے احد، مجاہدین بدر اور خصوصاً مکی زندگی میں اسلام قبول کرنے والے فرشتہ سیرت لوگوں کی شیفتگی اور والہانہ عقیدت اور سراپا جانثاری سے سبق لینا ہوگا۔ محبت موسمی چیز نہیں کہ ربیع الاول میں تو سیلاب بن کر آئے اور باقی سارا سال آپ کو احساس تک نہ ہو کہ آپ کا کوئی رسول بھی ہے۔

محبت رسول ﷺ کی آڑ میں لیڈروں کی سیاسی چالیں:

جن لوگوں کو نماز روزہ سے کوئی واسطہ نہیں اور یہی نہیں بلکہ سارے اسلام سے بھی دور کا تعلق نہیں مگر اس کے باوجود جاہل عوام سے ووٹ کے خواہشمند ہیں تاکہ سیاسی اقتدار حاصل کریں۔ ایسے حضرات اپنے اسلام کی نمائش کیلئے کبھی عید میلاد کا ڈھونگ رچا دیتے ہیں، کبھی معراج کا نام لے کر کوئی ہنگامہ اور شور برپا کیا جاتا ہے۔ حالانکہ ان مراسم کی حیثیت اسلام میں ریاکاری اور تماشہ سے زیادہ نہیں۔ اسی حقیقت کو قرآن کریم نے دین کو کھیل تماشہ بنانے سے تعبیر کیا ہے۔ ایسے اقدامات سے ان کا مطلب تو پورا ہو جاتا ہے مگر اسلام کو ان جلوسوں سے کوئی فائدہ نہیں پہنچتا۔ کاش یہی مال اور روپیہ جو ان فضول اور غیر ضروری کاموں پر خرچ ہو رہا ہے، غرباء، مساکین پر خرچ ہوتا یا اس روپیہ سے سیرت کی کتابیں خرید کر مفت تقسیم کی جاتیں تاکہ عوام کا ذہن درست ہو اور ان میں اسوۂ رسول ﷺ کی اشاعت ہو یا اشاعت کتاب و سنت کے دوسرے کاموں پر اس کو خرچ کیا جاتا تو بلاشبہ یہ ایک کام ہوتا۔ رہ گئی وہ قوم جو اپنے مقصد حیات کو فراموش کر بیٹھی ہے۔ جو ساٹھ ہزار مساجد کو ویران چھوڑ کر یہاں اس لئے آئی ہے تاکہ میلاد کا جلوس نکال کر سیاسی اقتدار حاصل کرے تو ایسی قوم کا خدا ہی حافظ ہے اور پھر جس قوم کے لیڈر رسول اللہ ﷺ کا نام لے کر اپنی لیڈری چمکائیں اور جو زبان پر رسول اللہ ﷺ کا نام بار بار لائیں مگر جب ووٹ کا وقت آئے تو قوم اور اس کے لیڈروں کی ہمدردیاں حسینؓ کے ساتھ نہ ہوں بلکہ یزید کے ساتھ ہوں تو ایسے لوگوں کیلئے اللہ تعالیٰ سے ہدایت کی دعا ہی کی جا سکتی ہے۔

ماہنامہ اسلامک فاؤنڈیشن کا باقاعدہ اجراء

ماہنامہ اسلامک فاؤنڈیشن کا باقاعدہ اجراء کر دیا گیا ہے۔ جس میں قرآن و سنت کے حوالہ سے مضامین، شہداء کی یادیں، خواتین کیلئے معلومات اور دیگر چیزیں شامل ہوں گی۔ ماہنامہ باقاعدگی سے ہر ماہ کی دس تاریخ کو شائع ہوا کرے گا۔ ان شاء اللہ

یاد رہے کہ یہ مجلہ چار روپے کے ڈاک ٹکٹ بھیج کر فری منگوایا جا سکے گا۔

پتہ: حافظ ہشام الٰہی ظہیر، سیکرٹری جنرل اسلامک فاؤنڈیشن پاکستان، حسن پلازہ اردو بازار، لاہور

فون و فیکس: 042-7242850

E-mail: islamicfoundation@hotmail.com